

علیت بندگان عالم

در چاہ خانہ رکاب سعادت

المستعجل

ملوک الکلام

بامقام کترین میر وزیر الدین مستم طبع

واقع بلو فرخندہ بنیا و حد آباد کن



بسم اللہ الرحمن الرحیم

عزیز العظمیٰ قدرتِ قدیر حضرت بندگِ عالی مدظلہ العالی
وہلدا اللہ ملکہ وضا عفا سلطنتہ المتخلص اصفا

ہزار نام کا ہم ایک نام لیتے ہیں
ہم اپنے پاؤں سے باتوں کا کام لیتے ہیں
اوپرینِ عالم بنا کر وہ کام لیتے ہیں
جو بانگین کی وہ وقتِ خرام لیتے ہیں
یہ دیکھنا ہی کہ وہ کس کا نام لیتے ہیں
تو کج اگر خدا کا جو نام لیتے ہیں
چہری کو ہاتھ سے ہم تھام تھام لیتے ہیں
خوشی سے غیر کے ہاتھ سے جام لیتے ہیں

زبان سے ذکر کا تیرے ہی مانتے ہیں
کلوں کے بدلے یہ کھانٹے مدام لیتے ہیں
جو اونکر آگے محبت کا نام لیتے ہیں
خدا بچا بھلا اس ادا کا کیا کہنا
سبھی نے نرم میں دیکھا ہی پیارا اونکو
کوئی جہان میں جو اندر اون کے بڑے نہیں
اٹھا جاتی میں تم تم کے فریح کی لذت
ہمیں تو زہر بھی دیتی نہیں وہ ہائے تم

<p> کہ شاخ شاخ کا تنکرا سلام لیتے ہیں کہاں کا جرم کہاں انتقام لیتے ہیں مرے کلام کے وہ لاکلام لیتے ہیں یہ ہم دیکھتے ہیں مول دام لیتے ہیں بھلا وہ مول کب سے غلام لیتے ہیں کہ عاشقوں کا نظر سے سلام لیتے ہیں وہ آج چہین کے ساتی سے جام لیتے ہیں کیسے دلو وہ اب صبح و شام لیتے ہیں وہ مول ہے ہزاروں غلام لیتے ہیں وہ اک ہمیں ہیں کہ گرتے کو تھام لیتے ہیں سلام خضر علیہ السلام لیتے ہیں کہہ رہا مال کہہ رہے اسکے دام لیتے ہیں وہ رحم دل نہیں جو انتقام لیتے ہیں وہ اپنی یزمن میں سب کا سلام لیتے ہیں وہ خانہ زاد تمہارے غلام لیتے ہیں </p>	<p> دکھاتی پھرتے ہیں گلشن میں اپنی رعنائی زشتہ قبر میں دیتی ہیں کیوں عذاب مجھے نہیں زبان گو داد میرے شعرون کی پھنسا تو زلف میں ہیں لگو خبر و صیاد دل آگیا تہا زلیخا کا حسن یوسف پر یہ خبر وہیں مگر بادشاہ بن بیٹھے خدا کی شان جو پانی ہی پیر کر پیتے تھے کیسکی خیر نہیں کوئی دن ہی جاتا ہے جمال و حسن کے جو بادشاہ ہیں اے دل کیسکو کوئی بچائیگا کیا بھلا دیکھیں مقیم کو بے محبت کی پاس اگر کب پرکھ لو جانچ لو کچھ کھوٹ نقد دل میں ہیں ہمیں ہیں ایسی جو نہیں سے بھی نہ لین بدلا جو ہو کسی سے تغافل تو کچھ گمان گندہ جو سر ہی جا تو عاشق کہہ نہ لین احسان </p>
--	--

فقور کوئی کرے اس سے اونکو بحث نہیں
غضب تو یہ ہر وہ آصف کا نام لیتے ہیں

رفعت - عالیجناب راجہ مریمینو بہادر آصف نواز و نت

وہ تیغ ہاتھ میں جب بے نیام لیتے ہیں غضب میں آگے وہ جدم حمام لیتے ہیں ہمارے قتل کو تلوار کی ضرورت کیا وہ بادہ کش ہیں کہ دیدیکر اپنا دین و دل کسی نے پوچھا کہ ہے کون اچکا عاشق کبھی گزر جو ہوا اپنا سو بزم سخن خدا کا فضل ہر دم سرخ رو ہیں دنیا میں آنگاہ ناز سے جب دیکھتے ہیں وہ دل کو	تو لوگ لکھو دین تہام تہام لیتے ہیں تو تاج شاہوں کا شاہ نظام لیتے ہیں کہ وہ تو ابرو نئے اپنے کام لیتے ہیں ہم اپنے ساتھی مہوش سے جام لیتے ہیں تو ہنسکے ناز سے وہ میرا نام لیتے ہیں مزے کلام کے ہم لا کلام لیتے ہیں کہ بوسے تیرے لب لالہ فام لیتے ہیں تو دونوں ہاتھوں سے ہم دل کو تہام لیتے ہیں
--	---

کہڑے ہو یار کے کوچہ میں کیلئے رفعت

مزے رقیب تو بالائے بام لیتے ہیں

اقبال - عالیجناب نواب اقبال یار جنگ بہادر

جو نام حضرت آصف مدام لیتے ہیں	مزے کلام کے وہ لا کلام لیتے ہیں
-------------------------------	---------------------------------

شراب پیتے نہ بھولے سے جام لیتے ہیں
 جو نور شمس و قمر صبح و شام لیتے ہیں
 بلند فہم ہیں ایسے کہ قلعہ گردون
 ہو کیون نہ پیری میں زلف سرا کا غش ہیں
 کرم جو ساقی کا آتا ہے یادِ فرقت میں
 میرے صید دل طایراں گلشنِ قدس
 وہ کرتے ہیں جو اشار و سیوہل کے ارشاد
 مکانِ غیر میں ہوتی ہر مرثیہ خوانی
 وجودِ حاسد شاہِ دکن کو کر کے فنا
 بلاے دہرے رفتار اور ستم ٹھوکر
 تجھے خبر نہیں فریاد کی مری ورنہ
 کیوں ہو حشر ہو آفتابِ نیزہ پر
 میں اونکی بزم میں جاؤں تو کس توقع
 اڑے تو طایرِ رنگِ خنارے کیونکر
 ہے جم سے جام طلب آئینہ سکندر سے

خمار نش کو ساقی سے وام لیتے ہیں
 تمہارے عارضِ انور سے وام لیتے ہیں
 کمند فکر سے ہر صبح و شام لیتے ہیں
 یہ وہ عصا ہیں کہ گرتے کو تہام لیتے ہیں
 تو دونو ہاتوں سے سینہ کو تہام لیتے ہیں
 وہ اپنے ہاتھ میں زلفوں کا دام لیتے ہیں
 زبانِ حال کا انگہوں سے کام لیتے ہیں
 ہمارا وہ جو کسیدنِ سلام لیتے ہیں
 ہم اپنی آہ سے بجلی کا کام لیتے ہیں
 عجیب شکل سے دل خوشخرام لیتے ہیں
 جگر فرشتے ہی ہاتوں سے تہام لیتے ہیں
 قرار آج وہ بالائے بام لیتے ہیں
 وہ دیکھتے ہیں نہ میرا سلام لیتی ہیں
 وہ روز ہاتھ میں گیسو کا دام لیتے ہیں
 خراجِ یہ مرے شہ کے غلام لیتے ہیں

مطالعہ میں ہے دیوان حضرت آصف	مرے کلام کے ہم لاکلام لیتے ہیں
نگاہ تہرے دیکھو نہ بزم میں مجھ کو	جنوں زدوں کی کہیں انتقام لیتے ہیں

گلاب و عطر سے دھوتے ہیں منہ کو ہم اقبال
جوانم آصف عالی مقام لیتے ہیں تو

نادان۔ جناب امراؤ مرزا صاحب برادر زادہ نواب صاحب ملک

نظر ملا کے وہ جدم سلام لیتے ہیں	جلو کے ساتھ ہی ہم دلو تہام لیتے ہیں
شبصال کا یون انتقام لیتے ہیں	وہ منہ کو پیر کے میر اسلام لیتے ہیں
اوہنین کے ہاتھ ہے سب جبر و اختیار کی	جو دلو آتے ہوئے روک تہام لیتے ہیں
ہمارے واسطے ہی خاص امتحان دفا	وہ ہمسے روزی ہی ایک کام لیتے ہیں
مٹاے دیتے ہیں اٹھکھیلیوں کی چل چلکر	مرے خرام کے یون خوشخام لیتے ہیں
نہ تمنے دلو چورایا نہ ظلم کرتے ہو	قصور وار ہیں ہم اتہام لیتے ہیں
فدین نہ جور فلک سے نہ رشک اعدا سے	مرے جو تیری جفا کے مدام لیتے ہیں
وہ تیغ باندہ کے مقل ہیں اب نہیں آتے	فقط اشارہ ابرو سے کام لیتے ہیں
کرونگا تم کو نہ رسوائے خلق میں ہرگز	رقیب تم سے مراجو نام یں
عدو کے ہاتھ سے ہر باب بزم عشرت میں	مرے رٹانے کو ہنسنے کے جام لیتے ہیں

جوانم آپکا خیر الانام لیتے ہیں ؎
 ثواب سیکے ہی شاہ نظام لیتے ہیں
 وہ مفت ہی نہیں ایسے غلام لیتے ہیں

اونہیں خطر نہیں محشر میں قیامت سے پہلے
 کرم ہے اہل وطن پر سافرون عطا
 ہزار خط غلامی لکھے اونہیں نادان

حبیب - جناب مولوی سید کاظم صاحب کنتوری

نظر میں ہوتا ہے ہم جگانام لیتے ہیں
 شگوفہ ہاتھوں میں گل رنگ جام لیتے ہیں
 لب سچ کا ٹھوکر سے کام لیتے ہیں
 دو کی طرح نقطہ صبح و شام لیتے ہیں
 خطا کسی کی ہو رند و کانا نام لیتے ہیں
 جو سر پہ بار رخاہ انام لیتے ہیں
 ہمیشہ گرتے ہوؤں کو یہ تہام لیتے ہیں
 وہ اوٹتے ہیں تو عدد ہاتھ تہام لیتے ہیں
 تو اہل درد جگر پہلے تہام لیتے ہیں
 پہاڑ بچ و مصیبت کی تہام لیتے ہیں
 یہ بادہ ہم بے شرب مدام لیتے ہیں

مستوری کا تصور سے کام لیتے ہیں
 ہر ایک صبح کو بخانا کرم سے ترے
 جلا تو جاتی ہیں مردوں کو وہ دم زخار
 کہان ہر عالم پر میں شغل میخواری
 یہ دونوں ایک ہیں محتسب کا قاضی شہر
 مثال ساغر میں وہ لوگ سرگردان
 کریم زور دکھاتے ہیں دستگیری میں
 ابھی ہوں قتل سے محروم واہ رستمت
 مجھ سے کرتے ہیں فرمائش فسانہ غم
 بلا کا ہے ترے عشاق میں ثبات قدم
 بہر گئے نکلے دل مئے تو لا سے

پہڑکتے ہیں مری نازک خیالیوں سے سین	سخن کی دیتے ہیں داد اور سلام لیتی ہیں
جگر پہ دیتے ہیں تیغ نظر کا اک چر کا	اشارہ سے جو کہی وہ سلام لیتی ہیں
تبا کے عاشق گم گشتہ کو ترے رستہ	دعائیں خضر علیہ السلام لیتے ہیں
ادب سے کہتے ہیں روشن نگاہ ناز دا	وہ اپنے عاشقوں کا جب سلام لیتی ہیں
لڑاکے انگہین وہ غرغہ سے پوچھتے ہیں راج	اداسے تیغز نو کئے سلام لیتی ہیں
مین جا کے کیا کروں کہتا ہے قاصد نا کام	پیام سنتے نہیں وہ سلام لیتے ہیں

حبیب لا در و لعل گران بہا ہے سخن

پسند کر کے حضور نظام لیتے ہیں

جلی۔ جناب نواب میر مصطفیٰ علی خان صاحب تلمیذ سخی صاحب

کہی جو آہ سے مظلوم کام لیتے ہیں	فرشتے عرش معلیٰ کو تہام لیتے ہیں
طریقہ سیکھا ہے کیا خوب دل دکھانیکا	وہ سیر سلسلے فیرون کے نام لیتی ہیں
جزا کے روز سے ظاہر ہوا یہ صاف جھ	گناہگار ہوں میں انتقام لیتے ہیں
جو مشتری ہیں زرد مال دیکے منہ سے	دُرخن وہ مرے لاکلام لیتے ہیں
کہی جو راہ میں ملجاتے ہیں زہے قسمت	عجیب ناز سے میرا سلام لیتے ہیں
زبان پہ لائیں سکتے خیال غیر کا ہی	ہمیشہ دل ہی ہم تیرا نام لیتے ہیں

بہار آئی ہے ساقی سو چلکے محفل میں	شرابِ سرخ کے دو تین جام لیتے ہیں
کبھی جو کرنا ہو نہیں مل سے نالہ پر درد	ترب کے لوگ کلیجوں کو تھام لیتے ہیں
گناہگار کہڑے ہیں جھگڑے سراپنے	وہ بہر قتل کمر سے حمام لیتے ہیں
نہ آئیگی کوئی مشکل یقین ہے درپیش	زبان سے نام علی صبح و شام لیتے ہیں

جلی نہیں ہے امیر و فقیر کی کچھ قید

ہمارے شاہ سے سب خاص عام لیتے ہیں

فانی۔ جناب محمد احمد صاحب کتانخانہ دار حضرت شاہزادہ صاحب

جو ہو بے بیشک کبھی انکا نام لیتے ہیں	ہزار بار کلیجہ کو نہ نام لیتے ہیں
متہاراد کرتہا را ہی نام لیتے ہیں	زبان و دل سے ہم اپنے یہ کام لیتے ہیں
پہرتے ہیں مری انگہو نہیں خون کے قطرہ	جب آپ ہاتھ سے غیروں کے جال میں پڑتے ہیں
اگر ملے نوحیون کے واسطے ہم بھی	کہیں سے ایک دو دل قرض الم لیتے ہیں
دیا جو دل تو یہ فرما کے اوسنی ہنکدیا	یہ مال وہ ہے جسے خاص عام لیتی ہیں
سوال وصل سے پہلے سزا کا حکم ہوا	خطا ہوئی نہیں اور انتقام لیتے ہیں
بیشک کرتے ہیں جو لوگ دیر و کھیر سے	سہارا آپ ہی کے زیرِ بام لیتے ہیں
سنا ہوگا کبھی ایسا لیں دین کوئی	وہ ہموگا گالیان دیکر سلام لیتی ہیں

کلام غیروں نے اونے کیا کہوں کیونکر	کہ وہ تو ہاتھ میں تینسوں کلام لیتے ہیں
خدا سے بھی وہ نہیں مانگتے کچھ آف رخِ غور	کہ یہ نہ سمجھے کوئی قرض وام لیتے ہیں

چراے کیلئے جان فانی جب یہ معلوم

کہ صبح لیتے ہیں یا آپ شام لیتے ہیں

احمد جناب علی الدین احمد صاحبِ نبیرہ محمد ابراہیم صاحبِ خانسانان
مہتمم مشاعرہ

اشاروں ہی میں دلِ خاص و عام لیتے ہیں	غضب کی نیچی گناہوں سے کام لیتے ہیں
زبانِ دہش کے ذہین کام لیتے ہیں	مذہبِ کلام کے وہ لاکھ لیتے ہیں
عدو کا میر جلا نیکنام لیتے ہیں	نی طرح سے وہ اب انتقام لیتے ہیں
کرے تو خاک کرے نامہ بر کوئی تدبیر	پیام کیا کہ نہیں وہ سلام لیتے ہیں
شریکِ یکسو فریاد یوں کے مجمع میں	وہ مضطرب ہیں کہ یہ کس نام لیتے ہیں
تو وہ کریم ہے تیرا کرم ہی نیدوں پر	سحر کو نام ترا خاص و عام لیتے ہیں
ہوے ہیں ظلم کے خوگر وہ اس قدر دیکھو	کہ میرے عکس سے ہی انتقام لیتے ہیں
جگاتے پھرتے ہیں فتنوں کو اک زمانہ	کہیں یہ دم بھی یہ محشر خرام لیتے ہیں
جنون ہی بہا گتا ہی ہم ڈر کے اب کو	کہ باخون یہ نشتر کا کام لیتے ہیں

جو تم پہ بس نہیں چلتا ہوا رہتا ہوا اپنا نئے نئے دوسرے کرتے ہیں دیر جان پر مجھ وہ دیکھتے تک ہی نہیں اٹھا کر لکھ کرم حضرت امف کے یہ کیا ہی غنی سغور و پربت تھیں ہیں یاد نکلی	ہم اپنے دل ہی کو کچھ روک تھام لیتے ہیں وہ انتقام پہ اب انتقام لیتے ہیں غضب ہی غیر سے سنس نہیں کے جام لیتے ہیں غلام مول نہ ہارون غلام لیتے ہیں کہ کہنے والے کسی کا کلام لیتے ہیں
--	---

ملو کیوں ہے غم روزگار سے احمد
خبر تری شہ عالی مقام لیتے ہیں

جوہری۔

بلا میں زلف و رخ لالہ فام لیتے ہیں وہ آپ ہیں کہ ستم ہی سے کام لیتے ہیں ہیں پتھر خون جگر سے کام لیتے ہیں تو تھکے نام تو ہم صبح و شام لیتے ہیں کلام سنکے مراد لکھو تھام لیتے ہیں نہیں ہی درد کو کچھ ہوش براتا ہی ہوش ریا ہے یا رنم عشق ناتوان دل کو	یہ کام ہاتھوں سے ہم صبح و شام لیتے ہیں یہ ہم ہیں درد و اذیت لکھو تھام لیتے ہیں لہو کے گھونٹ سے ہم مے کا کام لیتے ہیں برائے نام خدا کا بھی نام لیتے ہیں فرے کلام کے وہ لاکھ لاکھ لیتے ہیں کبھی جگر کو کبھی دل کو تھام لیتے ہیں یہ کیا ہے کم کہ نکم توں کام لیتے ہیں
---	--

یہ رنگیا ہے کہ سب لوگ نام لیتے ہیں	رہا نہ حسن نہ ہار رہا نہ میرا عشق
ترے کلام کے اہل کلام لیتے ہیں	سخن کی قدر جو کرتا ہے وہ اہل سخن
کریم لوگ کہیں انتقام لیتے ہیں	خدا کو دیکھ گنہ پر بھی رزق دیتا ہے
ایسی کام ہم اپنا دام لیتے ہیں	نہیں ہے مے تو یہ خون جگر ہی کافی ہے
کہ گاہ گاہ مرارو کے نام لیتے ہیں	نہیں ہے مرنے کا غم یہ خوشی کی کیا کچھ کم
غضب ہی لوگ نہ جنکے سلام لیتے ہیں	وہ مجھنی ہوئے سرکار کی حضور میں
تمہارے نام پہ جتنے ہیں نام لیتے ہیں	بچا یا موت کر منہ سے دیا جو بوسہ لب
جو ہاتھ میں کہی ہم سے کا جام لیتے ہیں	یہ خون دل کا ہی اصرار میں تو حاضر ہوں
بہرتے ہیں نہ کہیں پر مقام لیتے ہیں	یہ ماہ و مہر مسافر میں رات اور دن کے
کہ جیسے دوش پہ صیاد دام لیتے ہیں	بکھیرتے ہیں وہ شانہ سے زلف شانہ پر
کہ وقت صبح جو دیتے ہیں شام لیتے ہیں	ہے دہر دار مکافات اور جزا و عمل

ترے کلام میں اے جو ہری غضب ہی درد
کہ سنکے اہل سخن دل کو تہام لیتے ہیں

سلام جناب سید خواجہ معین الدین صاحب چشتی۔

جیسا ہے جو رجوا کا وہ کام لیتے ہیں
دلی زبان سے عاشق کا نام لیتے ہیں

گناہ عشق کا یوں انعام لیتے ہیں
 سخن کی دیت ہیں داد اور سلام لیتے ہیں
 یہ پرائے مری ساری دستانِ ذوق
 پلاؤ شربتِ دیدارِ شاہوہنِ روہین
 کر نیکو تجکو تہ تیغ یہ اشارا ہے
 ترے فراق میں یہ آفتون سوا انس ہوا
 بلند ہوتا ہے جب نالہ دل مظلوم
 چہ چہ ہوئی تو واضع میں ہی اداس ستم
 ہے دل میں جوش پہ صہبائے الفت ساقی
 گدائیے در احمد نے دی ہر یہ توقیر
 بیان کرتے ہیں جہوقت ہم منانہ غم
 کریم دے انہیں تو شوکت شہنشاہی
 طریقِ حضرتِ ناسخ کے جتنی ہیں سالک

وہ قتل ہوتے ہیں جو میرا نام لیتے ہیں
 مزے کلام کے اہل کلام لیتے ہیں
 رشکے دلو وہ باتوں سے تہام لیتے ہیں
 کہ اولیٰ سانس ترے تشنہ کام لیتے ہیں
 وہ کچھوچھن بھین اب سلام لیتے ہیں
 کہ رو تو میں جو مصیبت کا نام لیتے ہیں
 فرشتے عرش کے پایہ کو تہام لیتے ہیں
 مثال تیغ وہ جبکہ کر سلام لیتے ہیں
 مزے شرابِ کریم صبح و شام لیتے ہیں
 کہ جبکہ کے شاہ ہی میرا سلام لیتے ہیں
 تو سننے والے جگر اپنے تہام لیتے ہیں
 دعا فقیر و نکی شاہ نظام لیتے ہیں
 قلم سے تیغ دو پیکر کا کام لیتے ہیں

کیا سلامِ تخلص کہ بندگی ہے پسند
 حضور دیکھئے کس دن سلام لیتے ہیں

حنیفم۔ جناب محمد عبد اللہ خالصہ داماد نواب سر شرف اللام احمد

<p>ہم اونکا دل سے شب و روز نام لیتے ہیں تو دونوں باتوں سے ہم دلوں کو تہام لیتی ہیں جو سنتے ہیں وہ کلیجہ کو تہام لیتے ہیں ستم ہر تیغ کا ابرو کا کام لیتے ہیں ہم اپنے جذبہ دل سے جو کام لیتی ہیں جو سر جہا کے تصور سے کام لیتے ہیں حسین تو بہ کسی کا سلام لیتے ہیں تو ایک جام مئے لالہ فام لیتے ہیں بلا میں دونوں کی ہم صبح و شام لیتے ہیں جناب خضر علیہ السلام لیتے ہیں مڑتے فتون کے وقت خرام لیتے ہیں وہ ہاسے کہہ کے کلیجہ کو تہام لیتے ہیں وہ اوسکار و جزا انتقام لیتے ہیں غضب آج کی یہ سب خوش خام لیتی ہیں</p>	<p>جہ نام پاک ترا صبح و شام لیتے ہیں وہ ادشہ کے جانی کا جوقت نام لیتی ہیں اثر دیا ہے خدا نے یہ میری آہوں میں وہ اک اشارہ میں کرتے دل مرا چورنگ وہ دوڑے آتی ہیں غیروں کے کھینچے اپنی کلاں وہ دل میں نکیتے رہتے ہیں جلوہ محبوب غور حسن کب ملفت وہ ہوتے ہیں تہرا منتیں جب گلہ خون کی کرتے ہیں ہیں ل سے کامل و رخسار یار پرشیدا مبھی بچ کیا ہے بلا میں تو سبزہ رنگونکی بلا کے ہوتے ہیں یہ دلبران خوش رفتار ہم آہ کرتے ہیں دل توڑ کر جہاں قیاد ہو اتفاق جو کچھ مجھے عشق میں اونکے جگاتے پہرے ہیں ہرمت سوتے فتون کو</p>
---	--

دہن کا بوسہ تو ہم لاکھام لیتے ہیں	بتوں کو ہاتھ لگاتے نہیں خدا شاہد
ہزاروں دل یہ حسین لالہ فام لیتے ہیں	دکھا دکھا کر شے نئے نئے ہر دم

خدا سے ڈریے لیا کس نے بوسہ گیسو
یہ آپ کس لئے پیغم کا نام لیتے ہیں -

حفظ جناب حفیظ الدین احمد صاحب فرزند محمد ابراہیم صاحب خانہ

جو گفت کی نہیں ملتی تو دام لیتے ہیں	سحر کو اوتھتے ہی مکیش تو جام لیتے ہیں
خدا کا شکر ہے کہ وہ آب سلام لیتے ہیں	کسی بہانہ سے بھین گئے ہم پیام وصال
ترے سہیہ دم زیر دام لیتے ہیں	پھڑک پھڑک ہی دیتے ہیں جان اویں یاد
یہ چیز وہ نہیں جس کو کہ عام لیتے ہیں	ہمارے دل کی لگائیگا کوئی کیا قیمت
جگر کو باتوں سے پہاڑی تہاں لیتے ہیں	وہ چھپتے ہیں درد و فراق کی حالت
غضب تو یہ ہے وہ میرا ہی نام لیتے ہیں	کسی نے غیر کی تصویر کینچی ہے در پر
شال تیج جو جھک کر سلام لیتے ہیں	وہی جہا نہیں رشتے ہیں سرفراز اکثر
جو مدق دل سے محمد کا نام لیتے ہیں	انہیں عذاب جہنم کا خوف کیوں نہ ہو

حفیظ حال پہ اپنے گذرتی ہے کیا کیا
جو مسکرا کے ادا سے وہ جام لیتے ہیں

عاقل۔ جناب میر بر خور دار علی صاحب ششی محکمہ نذوبت

<p> ادب سے سر پہ ملائیک کلام لیتے ہیں خنائی ہاتھ میں جہدم وہ جام لیتے ہیں نظر جو اوست ت ناوک فلن کی پڑتی ہے یہ لال لال جو دور ہیں اونکی آنکھوں کے یہاں ہر طاق پہ عیسا کی سب مسیحائی لہو کو بیتی ہے برش گلون پہ چڑہ چڑہ کر ہنہیں ہر منطق و معنی سے بحث کہہ سکو حرم سے دیر کو جا کر ملی ہے وہ لذت جہکائے دیتے ہیں عشاق کو دین اپنی پناہ ویر نہ کعبہ سے سکو مطلب ہے ہزاروں فتنہ اٹھاتی ہیں در پہ غیر آکر مرے لئے تو کہے اون کے جا کے کیا قاصد ہیں اونکو ہاتھ میں بل کہا کے اس طرح کا کل کشیدہ کس لئے ہیں مجھے صین بادہ کشی </p>	<p> جو زور طبع سے ہم اپنے کام لیتے ہیں تو ماہتاب سے عکس تمام لیتے ہیں تو دل کو ہاتھوں سے ہم اپنے تمام لیتے ہیں کیسے خون کا وہ انتقام لیتے ہیں مریض عشق جو ہیں تیرا نام لیتے ہیں وہ دست ناز میں جہدم حسام لیتے ہیں سبق ہم عشق کا اونسے دہام لیتے ہیں کہ نام بت کا نقطہ صبح و شام لیتے ہیں غضب میں آگے جو ہیں وہ حسام لیتے ہیں ہم اونکا سایہ دیوار و بام لیتے ہیں وہ گہر میں میر جو دم بھر قیام لیتے ہیں پیام سنتے نہ میرا سلام لیتے ہیں کہ جیسے ہاتھ میں میاد و ام لیتے ہیں فرے تو بوسہ کے لب ہا سے جام لیتے ہیں </p>
---	---

جب ہجر یار میں ہم کہتے ہیں قل آہ
تو ساکنانِ فلکِ دل کو تھام لیتے ہیں

وفا۔ جناب منشی محمد طفیل علی صاحب تلمیذ نواب سخی صاحب

<p>زبان سے شعرو سخن کا جو کام لیتے ہیں گناہگاروں کے پھر انتقام لیتے ہیں ہزاروں ہوتے ہیں قتل اسکی ایک جنبش میں کبھی کبھی جو حضوری نصیب ہوتی ہے اصل تغین کسی جاتی میں کلام ہے کیا ہمارے قتل پہ ناحق حسام لیتے ہیں بڑے بخیل ہیں یہ دام دام لیتے ہیں جب اسکو باغھ سے لبریز جام لیتے ہیں خدا ہی جاوہ کیا انتقام لیتے ہیں تو کس اداسے پکرا پی تہام لیتے ہیں یہ کام اونکا ہے گرتے کو تہام لیتی ہیں جو سوراہتے ہیں وہ کب حسام لیتی ہیں</p>	<p>زبان سے شعرو سخن کا جو کام لیتے ہیں گناہگاروں کے پھر انتقام لیتے ہیں ہزاروں ہوتے ہیں قتل اسکی ایک جنبش میں کبھی کبھی جو حضوری نصیب ہوتی ہے اصل تغین کسی جاتی میں کلام ہے کیا ہمارے قتل پہ ناحق حسام لیتے ہیں بڑے بخیل ہیں یہ دام دام لیتے ہیں جب اسکو باغھ سے لبریز جام لیتے ہیں خدا ہی جاوہ کیا انتقام لیتے ہیں تو کس اداسے پکرا پی تہام لیتے ہیں یہ کام اونکا ہے گرتے کو تہام لیتی ہیں جو سوراہتے ہیں وہ کب حسام لیتی ہیں</p>
--	--

مرے جلائی کو وہ ادسکا نام لیتے ہیں	رقیب کرتا ہے آگے آتش افزوی
زبان سے کام ہی صبح و شام لیتے ہیں	تمہارے کیسے سوخ کی ثنا ہے آہ پر
حلب تو قبضے میں ہے ملک شام لیتے ہیں	ملا ہے بوسہ رخ ہے ارادہ کامل کا
غضب کی بات ہے شکل وہ کام لیتے ہیں	جوابات ہوتی ہے دشوار کہتے ہیں تو کر
حرم میں یرمیں سب ادسکا نام لیتے ہیں	نہیں ہے فرق فدا و نو گہراو سیکے ہیں

ہماری کیسی ہے قسمت و وفا خدا جانے
دشائے شاہ سے سب غلام عام لیتے ہیں

الم و علم - جناب حکیم میر میردی حسین صاحب مولف گلبن تاریخ

خدا کے بعد محمد کا نام لیتے ہیں	زبان سے ہم ہی ہر وقت کام لیتے ہیں
تو دونوں ہاتھوں سے ہم دیکو تہام لیتے ہیں	جب اپنی گہر کو وہ جانیگا نام لیتے ہیں
سلام کر کے جواب سلام لیتے ہیں	سیرت جنگی تو اضع ہے وہ تو خود پہلے
وہاں ہم اپنی محبت سے کام لیتے ہیں	فرشتے کی بھی سائی جہاں نہیں ممکن
طبیعت آئی ہوئی اپنی تہام لیتے ہیں	اٹھا چکے ہیں جو ہم آفتین محبت کی
بڑے تپاک سے میرا سلام لیتے ہیں	جلاد یا مجھے یہ کہکے نامہ برنے کہ وہ
کہ غیر سنکے کلیجہ کو تہام لیتے ہیں تو	سنا بجا لگا متھے ہمارا حال خراب

وہ جانِ خلق کی دقت خرام لیتے ہیں
 کہ بیدرم کوئی گویا غلام لیتے ہیں
 کہ بات بات پہ میرا ہی نام لیتے ہیں
 فرشتے عرشِ معلیٰ کو تہام لیتے ہیں
 ذرا ہر کہ یہ دم زیرِ دام لیتے ہیں
 تو نام آج کا ہم لاکلام لیتے ہیں
 وہ جرم و صل کا یون انتقام لیتے ہیں
 ہم اپنے نفس سے آپ انتقام لیتے ہیں
 تو دستِ بیرِ یغان ہی سے کام لیتے ہیں

زمانہ او نکلی ہے ستانہ چال پر قربان
 جو کوئی تو ہا ہی عاشق وہ ایسے ہو بہنِ خوش
 زمانہ بہر کی بُرائی وہ رکھتے ہیں مجھ سپر
 شبِ فراق نکلتی ہے میرے منہ سے جو آہ
 ابھی نہ بچ کر ان نو اسید دن کو صیاد
 جو پوچھتا ہے کوئی کون ہے جہانِ حسین
 جلا تو رہتے ہیں ہوزِ فراق میں برسوں
 کہا جو اسے کیا اُسکے برخلاف عمل
 جنابِ شیخ جو آتے ہیں میکد میں کہی

الم یہ مژدہ غیبی مبارک و سعود

زمانِ نظمِ جہانِ اب نظام لیتے ہیں

خواجہ۔ جناب خواجہ محمد اسحق صاحب مددگار صد مدرس قلعہ

مڑے کلام کے وہ لاکلام لیتے ہیں
 اور کلچے کو ہم اپنے تہام لیتے ہیں
 اور ہرین سمجھا کہ میرا سلام لیتے ہیں

جو دیکے آنکھوں سے دنیا میں کام لیتے ہیں
 اور ہر وہ غیر کے ہاتھوں سے کام لیتے ہیں
 اور ہر جہا تہا تھا ہے وہ کو سنو کے لڑ

ہمیشہ جوش پہرتی ہر چشم تر اپنی	ہمارے نالے نہ دم بہر قیام لیتے ہیں
جو بوت کا تو کہنے لگے وہ ہنس ہنس کر	ہمیشہ مفت کی خواہ حرام لیتے ہیں
جگے تمہارے لپٹ جائیں دل کی خواہش	ادب کا جبر ہے ہم دلوں کو تہام لیتے ہیں
کہا رقیبوں سے دکھلا کے لاشہ کو میرے	مریض عشق سے یوں انتقام لیتے ہیں

نہ دے تو دلوں کو حسینوں میں اپنے اسے خواہ
ہمیشہ جو رستم سے یہ کام لیتے ہیں :

بارق۔ جناب مرزا مظفر حسین صاحب مدرس معرستہ قلعہ

زبان سے اپنے وہ نشتر کا کام لیتے ہیں	کہ چکیاں ستر و دل میں مدام لیتے ہیں
وفا کا لین وہ اگر انتقام لیتے ہیں	اُٹھا کر تیغ کو کیوں ہاتھ تہام لیتے ہیں
نہ لین اگر نہیں زاہد سلام لیتے ہیں	کہ برہمن تو سر ہی رام رام لیتے ہیں
جو دم نہر کے وہ وقت خرام لیتے ہیں	تو راہ چلتے ہوئے دلوں کو تہام لیتے ہیں
مضروباج و محاصل میں ملکت اپنے	فقط دعا سے دل خاص و عام لیتے ہیں
سہیں تباہ کیا آپ کی جفاؤں نے	فلک کا آپ عداوت نام لیتے ہیں
دسا جو تھوہیں نالے مرے تو گہرا کر	فرشتے عشقی زنجیر تہام لیتے ہیں
وہ ہاتھ رکھ کے دل بھرا رہا میرے	کمال کرتے ہیں بجلی کو تہام لیتے ہیں

<p>چارے دلا وہ اب کس سے کام لیتی ہیں جناب خضر علیہ السلام لینے ہیں وہ ہے دون کی اب صبح شام لیتے ہیں دل آدمی کا یہ صورت حرام لیتے ہیں کب اونکو مول تمہارے غلام لیتی ہیں مزے کلام کے وہ لا کلام لیتے ہیں غریب خانہ کا کیون آپ نام لیتے ہیں کہ جب کایج کے جان ایک جام لیتے ہیں وہ تاک جہانک میں میرا ہی نام لیتے ہیں کہڑے کہڑے وہ جواب پیام لیتے ہیں وہ فاتحہ میں کہی میرا نام لیتے ہیں تو چین چین کے باتوں سے جام لیتی ہیں کہ ہر خیر بزرگون کے نام لیتے ہیں</p>	<p>اُسے تو کر دیا آزاد ایک مدت سے بہتر ہر کے دم الفت کی راہ میں ہر دم کہی ہر زلف کی تعریف گام مارش کی نہیں جینو میں خوش سیرتی مگر جب ہی ہزار بار کہیں آ کے حضرت یوسف سخن طراز میں جنکو زبان کی لذت ہے فلک پہ گز نہیں سکن تو عرش پر ہوگا مئے قناین ہر لذت وہ کونسی یارب خطا ہو دلی کہ انکھوں کی کیا غرض افک گئے ہیں نالہ رسان اس کے جو یہاں کے وہاں عدم میں جب کوئی آتا ہی بوجہ تائین جوشنگی میں پلاتا نہیں ہمیں ساقی مٹی ہو نہ کو مٹائے ہیں کیوں یہ بد جہر</p>
---	--

جو ہم پہ پڑتی ہے شکل جہانیں آبارق
تو نام حیدر عالی مقام لیتے ہیں

شراب کب وہ بھلاہر کے جام لیتے ہیں
 قریب دیکھے جو بوجہ دام لیتے ہیں
 جہانین شہرت عاتم کہی ہوئی ہوگی
 گروہ میں ایک نکلے ہی نہیں ہوسے وہی
 ہمارے دل کا ہے کیا ذکر و بدو دیدیکر
 عدو کی بزم میں وہ اس طرف اٹھا کر نظر
 وفا کی ہر محبت کی عشق بازی کی
 شب فراق کی ہوتی ہر صبح سو دھوکے
 ہزار دل تو نہیں پاس پوچھ لوں پہلے
 مزا ہے کچھ تو اسیران زلف کو تیرے
 بتوں سے بات نہیں کرتے حضرت زاہد
 شریک محفل سے ہم نہ جا کے ہوں جتک
 طریق آل محمد پہلے دیکھو تو

کچھ ایک اونٹ کے اوپر ڈرام لیتے ہیں
 حرام خور میں مال حرام لیتے ہیں
 سب اب تو نام جناب نفام لیتے ہیں
 شراب پیو کو ہم قرض دام لیتے ہیں
 ہزاروں مفت وہ ایسے غلام لیتے ہیں
 نہ دیکھتے ہیں نہ میرا سلام لیتے ہیں
 ہم ایک دل سے ہزاروں ہی کام لیتے ہیں
 ہوئی جو صبح تو رور کے شام لیتے ہیں
 وہ ایک بوسے کے کیا مجھ سے دام لیتے ہیں
 کہ دم وہ آکے یہیں زیر دام لیتے ہیں
 بھلا خدا کا یہ کس منہ سے نام لیتے ہیں
 وہ اپنے ہاتھ میں کب بھر عالم تیرے
 وگین جو بانوں تو یہ ہاتھ تہام لیتے ہیں

صلیہ میں مدحت آل رسول کے بارق

ہم ایک بیت پر دارالسلام لیتے ہیں

برسہ۔ جناب محمد شریف صاحب ساکن ہستانہ فاقہ اعظم گڑھ

دہن سے نام جو خیر الانام لیتے ہیں	مڑے کلام کے وہ لاکھام لیتے ہیں
فضول خرچ میں جو لوگ دام لیتی ہیں	برائی اپنی لئے وہ دوام لیتے ہیں
ہے متاگدہ ہر کو شکہ خدا کی قدر ہے	بہاؤں سے دیکھئے ناکام کام لیتے ہیں
سنبھل کے چال جو چلتی ہیں اس زمانہ میں	تو لوگ اونچا بہلائی سے نام لیتے ہیں
مٹھائی گر کی جو دوکان پر ہیں جا ہم	توپڑہ کے فاتحہ دادا کے نام لیتی ہیں
شکستہ حال ہوں اور وقت ناموافق ہے	کیا جفا کہ تو خالق کا نام لیتے ہیں

ہے فکر کرتا برسہ تو کیوں ہو خوش دہین

کہ اب خبر تری شاہ نظام لیتے ہیں

شرف۔ جناب محمد شرف الدین صاحب منشی قزو پوانی سکسٹھ

وہ جبکہ بزم سے اٹھنے کا نام لیتے ہیں	تو ہم کلیجہ و دل اپنا تہام لیتے ہیں
حسین ایسا ہے وہ دل راکہ مہر و ماہ	زکوۃ حسن کی اوس سے دماں لیتی ہیں
جو بوسہ تم نہیں دیتے تو کچھ نہیں پروا	خیال و خواب میں ہم صبح و شام لیتی ہیں
ہزار و ظلم حسینوں کو کہتے ہیں عشاق	وہ ایک کا بھی نہیں انتقام لیتی ہیں

میں کیا کہوں جو گذرتی ہے اوس گہری لپ پر	وہ دستِ غیر سے جو وقتِ جام لیتے ہیں
ہمارے شاہ کو ہر جو مذاقِ شعر و سخن	مرے کلام کے وہ لاکھام لیتے ہیں
غریب پر ور و عادل کریم ابنِ کریم	شہِ دکن کا کہہ نہ یہ نام لیتے ہیں
ہیں اوسکے اس طرح خدام صاحبِ حشمت	اک مثلِ ندون کے خاتم کا نام لیتے ہیں

عجیب ہے پہنچنا قاصد کا اونسکے پاس شرف
نہ خط ہی پڑھتے ہیں وہ نے سلام لیتے ہیں

رنج - جناب میر محمد علی صاحب موسوی

ہمارے آگے جو لوگ اکنا نام لیتے ہیں	ہم آہ بہر کے کلیجہ کو تہام لیتے ہیں
کبھی زبانِ جو ہم اونکا نام لیتے ہیں	مرے کلام کے پہر لاکھام لیتے ہیں
اُدھر وہ ہاتھ سے ساقی کے جام پینے ہیں	اُدھر جابیان ہم تشنہ کام لیتے ہیں
نہ لطف ہی نہ محبت ہے اب نہ میل ملاپ	نہ وہ ہمارا نہ ہم اونکا نام لیتے ہیں
وہ اس طرف جو نکلتی ہیں بنِ سنو کے کبھی	تو دیکھ دیکھ کے ہم دلو کو تہام لیتے ہیں
وہ ایک دوی پہ کرتے ہیں پنہار کہیں	جو لینے والے ہیں بوسے دمام لیتے ہیں
کبھی جو آتا ہے مذکور بے وفائی کا	وہ سب کے سامنے میرا ہی نام لیتی ہیں
برایوں سے وہ ہر خطہ ہر گہری ہر قوت	مرا ہی ذکر ہے میرا ہی نام لیتے ہیں

وہ جانتے ہیں کہ ہوگی نہ تاب نظارہ
 کبھی کبھی جو ملاقات اونسے ہوتی ہے
 ہمارے دل سے ہے کیونکہ اس قدر نفرت
 ہمیں یہ مندر کہ دل مفت ہم نہ دینگے کبھی
 لیا جو بوسہ تو سر کاٹ کر کہا اوس نے
 اوسے سمجھتے ہیں ہم پادشاہ سے بڑا بکر
 خدا بچا حسینوں سے ہیں وہ عارت گر
 ملے جو مفت کی قاضی کو مری حلال ہے پہر
 نہیں ہراسے سوا کام حق کے بندوں کو
 جبرک کر کہتے ہیں لو اپنی عقل کے ناخن
 نرا نہ بادہ کشی کا ہمیں ملے کیونکہ
 ہجوم یاس نے گھیرا ہمیں دہائی ہے
 وہاں سبکی نہ تعظیم اور تواضع ہے
 بتائے آج بھی کوئے یار کا رستہ
 نرا لافلم ہے کہوتے ہیں قتل باتوں میں

فرے جمال کے ہم زیر بام لیتے ہیں
 تو دور ہی سے ہمارا سلام لیتے ہیں
 کہ ایسی چیز کو تو خاص و عام لیتے ہیں
 زبان پہ اونکی ہے اب صبح و شام لیتے ہیں
 کہ لینے والے یونہیں انتقام لیتے ہیں
 جو گنہگار ہیں کبھی وہ غلام لیتے ہیں
 کہ دل نہ راون کے وقت خرام لیتے ہیں
 نہ دام دیتے ہیں ایسے نہ جام لیتے ہیں
 سرو نہ بارگہ صبح و شام لیتے ہیں
 جو اپنا چاہنے والوں میں نام لیتے ہیں
 کہ اونکے ہاتھ سے ہر بہر کے جام لیتے ہیں
 ہماری جان یہہ ملکر تمام لیتے ہیں
 وہ بیٹھے بیٹھے ہی سب کا سلام لیتے ہیں
 دعائیں خضر علیہ السلام لیتے ہیں
 وہ اب زبان سے خنجر کا کام لیتے ہیں

کہو تو فکر ہے کیوں مفت دگر لینے کی
نہ مانگتے ہیں نہ کچھ تم سے دام لیتے ہیں

ہمیشہ کیوں نہ کہیں سبج یا علی بددے

یہ نام وہ ہے کہ جو خاص و عام لیتے ہیں

مہتر۔ جناب ابوالمظفر شیخ غلام محمد صاحب۔

ترا جو ہم کہی اے شوخ نام لیتے ہیں
تو پہلے ہاتھوں دل بپا تھا م لیتے ہیں

جد ہر اشارہ کیا قتل ہو گئے عشاق
نظر سے اپنے وہ غمخیز کا کام لیتے ہیں

ہنیں ہر ہیرا ترنیا یہ رات دن ہر گز
جگر میں جکیان وہ لا کلام لیتے ہیں

اثر و فاکا باری کچھ اتو ہونے لگا
کبھی کبھی وہ ہمارا سلام لیتے ہیں

خجالیغون نے عجیب سچ باہمی ڈالا
وہ نام ہمارا نہ ہم او کھانا م لیتے ہیں

وہ باغ و بہرین ہم غریب گلین ہیں
قصر سے چھوٹ کر دم زبرد ام لیتے ہیں

مظہر بچائے قیوں میں ہر زم عشرت میں
وہ انگہوں انگہوں میں میرا سلام لیتے ہیں

وہ عشرت خیز ہے اسے فتنہ گر ترسی نیاز
قدم مسیح علیہ السلام لیتے ہیں

ہمیشہ میرے ہی شہوار پڑھتے رہتے ہیں
نرس کلام کے وہ لا کلام لیتے ہیں

جناب تاریخ سلامت میں قیامت تک
کہ فیض اوسے بھی خاص و عام لیتے ہیں

مختصر و مرتبہ سے محفوظ کا زمانہ میں

ادب سے اونکا سخن سنج نام لیتے ہیں

معجز جناب محمد عنایت حسین صاحب و اما دعباس علی صاحب

علی کا دل سے جو شکل میں نام لیتے ہیں
وہ راز و دل کا عیان کرتے ہیں اشارت
کہ ویریت اور عداوت کی کوئی حد بھی ہے
شب و راق میں دل کو لکھ جوتے ہیں
کلمہ بنکے جو ہوتے ہیں ہکلام کو لے
وہ بد نصیب ہوں اہم صغیر گلشن میں
اود پر وہ تھیں ہوٹو نہیں گالیان بچکے
زبان قطع جو کرتے ہو کیا حفاظ میری
دعا کے وقت میں نام مبارک صاف
وہ تشنہ کام میں نیکی نہ دین دنیا میں
اونہیں کے سامنے رہتا ہے اتنے جانور
مڑے کی چھیر عجیب کیفیت ہر زند و نکلی
زبان پہ او کا جو بھولے سے نام آنا ہے

خدا کا ہاتھ میں گرتوں کو تہام لیتے ہیں
زبان کا دیکھئے انگھوں سے کام لیتے ہیں
قصور کوئی کرے میرا نام لیتے ہیں
فرشتہ عرش کی زنجیر تہام لیتے ہیں
مڑے کلام کے وہ لاکلام لیتے ہیں
پہنا فی کو مڑے صیاد و ام لیتے ہیں
اوپر میں خوش ہوں کہ میرا ہی نام لیتے ہیں
تہیار نام تو سب غاصر و عام لیتے ہیں
دام خضر علیہ السلام لیتے ہیں
جو دل سے ساقی کو شر کا نام لیتے ہیں
وہ آئینہ کا مڑے دل سے کام لیتے ہیں
ہر ایک جام پہ قاضی کا نام لیتے ہیں
ہم اپنے ہاتھوں سے لایا تہام لیتے ہیں

کبھی نہ خشک ہوں یارب ہمارے دیدہ تر کہ ان سے اونکو منہا نیکا کام لیتے ہیں

ازل کے روز سے مروتوں مست ہوں معجز
مین لوٹ جاتا ہوں جوئے کا نام لیتے ہیں

اثر۔ جناب مرزا احمد اشد بیگ صاحب۔

جنہیں وہ دیکھتے ہیں دلوں تہام لیتے ہیں
خدا کا شکر تڑپ میری بے اثر تو نہیں
اب آہ و نالہ سے باہم نہیں ہیں تباہ فلک
جہاں کے جو برا ہو غرض ہو کیا او س سے
صفائی سے نہیں ملتا تباہی نفرت کا
سہارا آہ کا کھو انہیں جفا کا خیال
غنیمت اتنی ہی ہمت ہے جسے صبح صبا
جو کہتے ہیں تو کہتے ہیں خانان برباد
دماغ حرس ہے جو تہی آسمان پہ اثر
وہ اپنی نظروں سے خنجر کا کام لیتے ہیں
کلیجہ اپنا ہی وہ تہام تہام لیتے ہیں
خدا جو چاہتا ہے انتقام لیتے ہیں
پہر آپ کیوں مراد بنام۔ نام لیتے ہیں
وہ اس تپاک سے میرا سلام لیتے ہیں
ہم اس سے لیتے ہیں وہ اس سے کام لیتے ہیں
جو وہ نہ رک سکیں دلوں تو تہام لیتے ہیں
یونہی وہ لیتے ہیں جب میرا نام لیتے ہیں
بہلا کہاں وہ کیا سلام لیتے ہیں

صبر۔ جناب ابو المنخرن عبدالکریم خان صاحب بلوچی

جودل سے احمد مرکل کا نام لیتے ہیں
وہ دو جہان کی دولت تمام لیتے ہیں

کہ اوسکے واسطے میاں داما لیتے ہیں
 زبان سے تیغ و دودم کا بھی کام لیتے ہیں
 فرسے کلام کے وہ لا کلام لیتے ہیں
 کہ ہلکوت پلا کے بھی دام لیتے ہیں

ابھی خیر سو اس مرغ دل کا ڈر ہے مجھے
 وہ بات بات میں کرتے ہیں دو ٹوک سے
 وہ دل ہی دل میں سمجھتے ہیں پیچ کی بات
 عجب بلا کے ہیں نکار میکہ والے

جلال ایسا ہے صابر کا کیا کہوں اخصبر

کہ اپنے کبتوں سے شیر و گائے کام لیتے ہیں

زور۔

شو کے دیر میں وہ مجھ سے کام لیتے ہیں
 یہ کام ہاتھوں کے ہم صبح و شام لیتے ہیں
 لب و زبان کے تو ہم لا کلام لیتے ہیں
 سنبھا تو تم ہمیں ہم دلو تو ہمارے لیتے ہیں
 خدا کے سامنے کیا انتقام لیتے ہیں
 کسی کا بچھا بٹ پیش امام لیتے ہیں
 جب آپ ہاتھ میں اپنے عصا لیتے ہیں
 مرا سلام وہ بالائے بام لیتے ہیں

سلام لیتے ہیں میرا نہ نام لیتے ہیں
 بلایں گیسو و رخ کی دماں لیتے ہیں
 پسند ہو نہیں بوسہ زلف و ابرو کے
 زمین پر گرے جاتے ہیں ہم نڈال ہے دل
 مری و فامہ تن گوش ہی کہو بھی تو
 خود آپ دنگو شرابی جواب ترک نماز
 پکارتا ہے جہان الامان خدا کی پناہ
 فلک بتا کوئی بھیسا بھی بلند نصیب

کبھی جو نام مے لالہ نام لیتے ہیں
 بہارِ نو سخن خاص و عام لیتے ہیں
 گنہ معاف کہ ہم بھر کے جام لیتے ہیں
 کہ نذرین سالگرہ کی نظام لیتے ہیں
 دعار خیر ہی شہ دوام لیتے ہیں
 خدا سے خضر علیہ السلام لیتے ہیں

چسب کتب بدلتا ہے محتسب ہم پر
 مسکنین بنی ہوئے اپنی ذاتِ سماج
 یہ دورِ رشہ کی دُورِ سلامتی کا ہے
 خوشی ساقی ہوئے آئینِ ساری و دُعا
 مچی ہے دہوم سلامت رہیں تکیہ
 شہ کن کی درازی عمر کا وعدہ

حضور کی تو غلامی میں زور ہے زچل
 سنا بول نیا اک غلام لیتے ہیں

قانون۔ جناب مرزا فتح اللہ بیگ صاحب

تو دو نو ہاتھوں سے ہم دیکھو تہا لیتے ہیں
 تلاش یار میں ہم دل سے کام لیتے ہیں
 ترے تو ہاتھ سے ہر صبحِ شام لیتے ہیں
 جو نام سے بھی نفرت وہ نام لیتے ہیں
 نہ بات کرتے ہیں اب نہ سلام لیتے ہیں

نگاہِ نار سے جب وہ سلام لیتے ہیں
 پتہ بتاتے ہیں خضر گرنہ بتلا میں
 دلاوے ہاتھ ہی او کو یہ جامِ ساقی
 ستم تھا تو دیکھو کہ روبرو میرے
 غورِ حسن یہ ہے اچھو کہ اللہ سے

وہ کس طرح کے تون مزاج ہیں قانون

کبھی تو غیر سے گہ مجھ سے کام لیتے ہیں
رفت۔ جناب سید مخدوم محمد محمد حسین صاحب۔

حصو رہا تہ میں جدم حمام لیتی ہیں	جبری ہی خوف سے دل پہ تمام لیتی ہیں
حصو کا ہر زمانہ میں جشن سالگرہ	غریب خوانِ عطا سے سہام لیتے ہیں
صد آؤنتر رزاتی ہے مبارک باد	بنام شاہ جو صحت کا جام لیتے ہیں
رہیں حصو سلامت مدام یا اللہ	زبان سے وقت دعا ہم یہ کام لیتی ہیں
جو دیکھتی ہیں کلام ملیح آصف کو	مزے کلام کے وہ لاکلام لیتے ہیں
ہمیں میں ایک کہ محروم میں غایت	عطا سے حصہ بھی خاص عام لیتے ہیں
خلاف حکم شہنشاہ کر دیا برباد	زبان سے عدل کا پہر کیوں یہ نام لیتی ہیں
بیان کوئی نہیں سنتا ہماری اب زیاد	پناہ آپ سے ہم اس نظام لیتے ہیں

نہیں وسیلہ ہر رفت حصو عالی میں

وہاں پہونچنے کا کیوں آپ نام لیتے ہیں

اکرم۔ جناب محمد کریم الدین صاحب برادر زادہ محمد عبا علی صاحب۔

زبان و ذہن سے ذی فہم کام لیتی ہیں	مزے کلام کے وہ لاکلام لیتے ہیں
بہمیشہ ضبط سے رفت میں کام لیتی ہیں	جو درد اوٹتا ہے سینہ کو تہام لیتے ہیں

گدزتی یون ہی جدائی میں ہی لعل و نثار	تمہارا نام فقط صبح و شام لیتی ہیں
فراق یا زمین کب چین کھولتا ہے	ہمیشہ آہ سے نالہ سے کام لیتی ہیں
بگڑوہ جاتے ہیں ہر ایک بات پر مجھے	غضب خدا کا ہر جہر کی سے کام لیتی ہیں
کہا جو ساغرے دو تو ہنسکے یہ بولے	کہ ہم سے آپ تو ساتی کا کام لیتی ہیں
ہمارے سر پر سلامت رہیں شہ نصرت	قطر پناہ سایہ میں اوسکے دھام لیتے ہیں
اوسی کے فیض کا شہرہ ہر جھٹکے ہو	اوسکا نام جہان میں تمام لیتے ہیں

یہی وظیفہ ہے کافی خدارسول کے بعد

کہ اگر ہم آپ جو آصف کا نام لیتے ہیں

فرحت۔ جناب بالا پر شاہ صاحب تلمیذ مہدی حبیبی

ہم اپنی آہ سے اتنا تو کام لیتے ہیں	جگر کو ہاتھ سے اپڑوہ تمام لیتی ہیں
پہن وہ یا نہ پہن اک مرو آتا ہے	تمہارے ہاتھ سے ہم جبکہ جام لیتی ہیں
اگر غائب ہو او کا خفا ہیں وہ ہم سے	پہرا پنا کس لئے وہ ہم سے کام لیتی ہیں
اداسے ناز سے غمزہ سے اور عشوہ سے	وہ بے درم کے ہزار غلام لیتے ہیں
رکھی نظام کو ناختر بس خدا قایم	کہ جسکے سایہ میں آرام عام لیتے ہیں

حسین اور کوئی ڈھونڈ لینے ہم فرحت

سلام کرتے ہیں جو وہ سلام لیتے ہیں

خوشید۔

کہ دونو باتوں سے میرا سلام لیتے ہیں
تو بات بات پہ وہ اقسام لیتے ہیں :
یہ وہ رقم ہے جسے خاص عام لیتے ہیں
مرے جلا نیکو دشمن سے کام لیتے ہیں
وہ منچے تو کہیں جو میرا نام لیتے ہیں
کہ پینے والے کہیں ایک جام لیتے ہیں
نئی ادا سے وہ لطف کلام لیتے ہیں
کہ لینے والے تمہارا ہی نام لیتے ہیں
تو نام رکھ کے وہ میرا ہی نام لیتے ہیں
ہر ایک چیز کے دو نام ہی دام لیتے ہیں
جو لیتے ہیں تو تمہارے غلام لیتے ہیں
وہ اپنی انگلی سے ابرو کا کام لیتے ہیں
غلط ہی جو ٹھٹھکا سب اہتمام لیتے ہیں

وہ چہر چہر کی محبت مدام لیتے ہیں
جب اونٹنے نوک کی ہم صبح و شام لیتے ہیں
خدا کے واسطے اس دل کی قدر تم ہی کرو
عجب مزاح کہ وہ آج اپنی محفل میں
لگانو لے لگاتے ہیں پیٹ چھیڑتے ہیں
جو تم بلاؤ تو بچاؤں ہم سب کے سب
مرا فسانہ ہی خالی نہیں ہے لذت سے
جفا کسی پہ کرے کوئی کیا کرین اسکو
جب اونٹنے چاہنے والو نکا ذکر آتا ہو
وہ ایک بوسہ پہ کس طرح ایک لالین
نہیں مجال کہ میدان عشق سے کوئی
نکاح چلتی ہے تلوار کس طرح دل پر
نہ تم کسی سے ملے اور نہ کوئی تم سے ملا

اسی سے کیا نثر اب بتائے خوشید

و اصفی۔ جناب سید عبد العمد صاحب۔

جگر کو روکتی ہیں دل کو تمام لیتے ہیں	ہم اپنے ہاتوں کی اجا یہ کام لیتے ہیں
نہ آئے وصل میں بھی! وہ شرارت کے	مرے جلانیکو دشمن کا نام لیتے ہیں
بھاسے نالہ و فریاد بے سبب تو نہیں	فلک کی ظلم کا ہم انتقام لیتے ہیں
ستم تو دیکھ رہی ہو تاج ہے کیا خفا صیاد	اسیر اور سکے جو دم زبرد ام لیتے ہیں
غضب کی بات ہی مازار عشق میں سوا	ہمیں کو اک نہیں ملتا تمام لیتے ہیں
ہزار شکر ہے یہ بھی کہ پائمالوں سے	وہ داد چال کی وقت خرام لیتے ہیں
دل او کو مفت کرین نذر ہو نہیں سکتا	یہ چیز دیتے ہیں جب پہلو دام لیتے ہیں
دکھاؤں سا غول جا کے او کو بھفل میں	اسی کو لین دہ اگر مول جام لیتے ہیں
او نہیں بھی ناز ہے کیا کیا نیاز مند	برے دماغ سے سب کا سلام لیتے ہیں
گناہ کا محبت ہو دل ہی اور میں بھی	یہ دیکھنا ہے کہ وہ کس کا نام لیتے ہیں
اسیر زلف جو ہوتے ہیں و اصفی او کو	ہم اپنی سر پہ بلا اک دام لیتے ہیں

نامی۔ جناب محمد غازی الدین خان صاحب سلمدار۔

نگہ سے تیغ پہ خبر کا کام لیتے ہیں

یہ کس کے خون کا وہ انتقام لیتے ہیں

دلون پہ تیغ کا ابرو سے کام لیتے ہیں
 خضبے پہ جو بیہ خنجر کا نام لیتے ہیں
 نقاب منہ پہ جو وہ لالہ فام لیتے ہیں
 اٹھ اٹھ کئے فتیویٰ ہی قدیموں کو تہام لیتے ہیں
 غور باتہ ننگا ہے اونٹن کا لے لیکر
 وہ داغ عشق شگفتہ میں دلپاے غلڑ
 ہیں بوسے کی طلبگار جان و دل صاحب
 وہ رز عید جو دیتے ہیں جام بہر کر
 پری و حور میں کیا چیراؤ کی خدمت میں
 ہو سکی انکھ پہ الزام دل چرانے کا
 جو پختہ کار ہیں وہ عقل و ہوش دے کر
 ہمارے قتل کو بس اک نگاہ کافی ہے
 ہمارا کیا نہیں عالم ہو کیف و سستی کا
 مزے بناؤں میں کیا او کی خواب توہین کے
 ستم جو خنجر قاتل سے ہو نہیں سکتی

وہ جرم کیا ہے جو یہ اقام لیتے ہیں
 ابھی تو زخم جگر التیام لیتے ہیں
 ہم باتہ رکھکے کلیجہ کو تہام لیتے ہیں
 ہماری جان جو یہ خوشخرام لیتے ہیں
 کبھی جو بھول کے میرا سلام لیتے ہیں
 جو روغانی میں ماہ تمام لیتے ہیں
 امیر سو کے فقیروں سے دام لیتے ہیں
 ہم اون سے فطرہ ماہ صیام لیتے ہیں
 وہ یوسف کنعان کو غلام لیتے ہیں
 تمہارا نام تو سب فاعل و عام لیتے ہیں
 تمہاری زلف کا سودا خام لیتے ہیں
 تم اپنے ذمہ یہ کیوں ہتہام لیتے ہیں
 کہ مانگ مانگ کے ساقی سے جام لیتے ہیں
 جو روز شب کو مٹنے کا کام لیتے ہیں
 تم اپنی چشم چا سے وہ کام لیتے ہیں

وہ گل جو مین قد موزون دلفریبی مین	غلام سر و کھین قیام لیتے مین
انہیں نجات کی کیا فکر عاقبت مین ہے	جو صبح اوٹھ کے محمد کا نام لیتے مین

تمہاری یاد ہے اوس گل کو بطرح نامی

یہ تم جو چکیان ہر صبح و شام لیتے مین

عالم۔ جناب عالمگیر محمد خان صاحب۔

ہاے سلسلے غیرون سے کام لیتے ہیں	وہی مین ایسے جو ایسوں کا نام لیتے ہیں
جنہیں ہر قدر سخن کی وہی سمجھتے مین	نرے کلام کے اہل کلام لیتے مین
یہ اوسکا کہنا ہر کر صبر تو شب فرقت	غضب ہر مجھ سے وہ کیا سخت کام لیتے مین
کیا کاے یہ کہنا زبان الفت سے	تجھی یہ مرتے مین تیرا ہی نام لیتے مین
کہا یہ ناز سے شوخی سے اور نزاکت سے	کلیجہ تہام کے تیرا سلام لیتے مین
شب وصال وہ کہنا کیا کاے غصہ	یہ روز روز کا کیا انتقام لیتے مین
ہمارے سامنے آتے ہیں کس نزاکت سے	قدم اوٹھا کے کلیجہ کو تہام لیتے مین
مرے مربی و محسن مین ایک پسین خان	کہ دفرون مین لوگ جھکا نام لیتے مین
شب وراق مین جب دل سے آمین کرتا ہوں	فرشتے عرش کی زنجیر تہام لیتے مین
بہت سستا قی ہے جب یاد او انکی رات کو	کلیجہ ہاتھوں کے ہم اپنے تہام لیتے مین

شبِ فراق کی طلعت میں رہ نوری

قدم قدم پہ قدم ایسا نہا بہ سببِ فراق

عقدِ بیاہنے کا مجالس میں جکے جا کر

ہر ایک بات پہ عالم کا نام لیتے ہیں

قادر۔ جناب قادر حسین صاحب حیدر آبادی

ہمارے آگے وہ غیر و ان کا نام لیتے ہیں

عدو کے ہاتھ سے جدم و جامِ تیرے ہیں

خیالِ نلف میں او میں فا کی یاد ہم

ہر اک قدم پہ ہزاروں ہی ہوتے ہیں پامال

تمہارا حسن تہا ہی ادا تمہارا چہن

نہیں ہے چین ترے ہجر میں کسی پہلو

کچھ ایسی بوسہ دی ہو گیا میں شادی گ

جو میں نے تذکر کیا دل تو ہنسکے فرمایا

جو دیکھے ہیں بوسہ تو لیجئے دل ہی

فراق یا د میں غم آگیا کبھی کبھی درد

کیسی یاد جب آتی ہے ہجر میں مہکو

جگر میں چنگیان وقتِ دہا دم پاتے ہیں

ہم آنسو پکے وہ میں نہ لوں ہم لیتے ہیں

سراپنے وقت کا سرور سے عالم لیتے ہیں

وہ ایسی ناز کی وقتِ خرام لیتے ہیں

جو دیکھتے ہیں کلچہ کو تہام لیتے ہیں

ہزاروں گردین ہم صبح و شام لیتے ہیں

ستم کا لطف و کرم سے وہ کام لیتے ہیں

ہم ایسا کب دل حسرت مقام لیتے ہیں

نہ قرض دے ہیں ہم اور نہ وام لیتے ہیں

خبر ہی تو میری صبح و شام لیتے ہیں

سنبھل سنبھل کے جگر تہام تہام لیتے ہیں

جفا سے تم ہوے بد نام اک زمانہ میں بلا سے جان گئی میری محکوم فکر یہ ہے	تمہارا نام برا نیک نام لیتے ہیں یہ لوگ کیوں مرے قاتل کا نام لیتے ہیں
بگڑ کے کہتی ہیں وہ شکوہ جفا پر یوں	جب آپ لیتی ہیں میرا ہی نام لیتے ہیں

کمرین وہ یا نکرین بات تجھے اے قادر یہی بہت ہے وہ تیرا سلام لیتے ہیں
--

قطعہ تاریخ و تمنیت جشن سالگرہ مبارک علمحضرت خلد ملکہ
من نتایج افکار جناب میر محمد علی صاحب موسوی تخلص رنج

یہ رہے اچھا یہ رہے زندہ پالنے والا لاکھوں کا
یہ رہے خرم یہ رہے شادان تا بہ ابد یارب ہدا
دیکھئے جشن عیش کا سامان رنج بھی دل میں خوش ہو کر
سالگرہ چونتیسویں ہے اسے شاہ دکن - یہ سال کہا
۱۷۱۳ عری

غزلیات غیر

اتحد جناب علی الدین احمد صاحبزادہ محمد ابراہیم صاحبانسان منیر خانہ مبارک

یہ کیا ہوا کہ اورستم پرستم ہوا
اچھا ہوا جو حال پہ میرے ستم ہوا
داغ دل خیزین ہی چہرا غ حرم ہوا
اکدن نہ غم میں دیدہ اختر بھی ہم ہوا
وہ نہنیں جو غیر کے سجدہ کو خم ہوا
تیرا ستم ہی حق میں ہمارے کرم ہوا
کچھ تیرا جھپٹہ فضل ہوا کچھ کرم ہوا
مشہور عام ہی سے جہاں میں تھا ہم ہوا
شادان قریب ہیں کہ اسے اور غم ہوا
مجھ پر سے کریم کا ہر دم کرم ہوا

غیر و سچ اقباط بڑا ہم سے کم ہوا
غیر دن پہ تیرا لطف ہوا اور کرم ہوا
بخشایہ مرتبہ ہر ترے سوز عشق نے
میری شب فراق کا ماتم کر گیا کون
وہ دل نہیں جو غیر کہتا ہوا غ عشق
وہ لطف اٹھایا عشق میں تیرا خدا گواہ
کامل کو فقیں صحبت ناقص سے خاک ہو
اٹینہ یادگار سکندریہ حشر تک
میں ترک دعا بھی خوش ہوں نہ راز شکر
دنیاے دنیا میں ہر کمالی فکر سے نجات

ایمان کی طرح گئی تیرے ہی اس کی ہوت
اب راج اس پر سے نکلا ہوا ہے
ہم جیسے ہی اوسلی گلی میں چلے گئے
سناوہ تم کا ہر نہ شکایت رقیب کی
اب لطف زندگی ہر محبت میں یار سے
اجاب ہی کو غم نہیں حال تباہ پر

زاید مرید پہ نہان مرتے دم ہوا
بیدار لوانکی زلف پریشانیں غم ہوا
زاد نہ مرے داخل باغ ارم ہوا
جو کچھ ہوا وہ تیری محبت میں کم ہوا
شوق وفا بہت ہے اوسے ذوق تم ہوا
دشمن بھی ایسے وقت شریک الم ہوا

مرغوب خاص عام ہے احمد ترا کلام
مشہور تجہا کوئی زمانہ میں کم ہوا

اسلم

پھولوں کی میرا اب ہی جو دم فن بسا ہوا
جوڑا جو کھل کے تیرا کمر تک رسا ہوا
رونق فرا جو گہر سے وہ مہ لقا ہوا
ظاہر یہ بعد قتل ہوئی الفت نہان
خوشبو تو گل سے اُرتی ہی لیکن یہ کیا ب
ظالم یہ تیری مانگ نہیں میرے واسطے

احسان بعد مرگ یہ تیرا صبا ہوا
رستہ میں ہی عدم کے هجوم بلا ہوا
احسان تیرا آج یہ مجھ پر عسا ہوا
دل لیکے ہاتھ میں ترے رنگ خیا ہوا
جو نام خلق میں ترا باد صبا ہوا
آینکا ہر بلا کے ہے رستہ کھلا ہوا

<p>دانداتار کا ہے طلب سے ملا ہوا ایک لہی جو شکوہ جو رجفا ہوا یہ شوخ بے سبب نہیں رنگ خا ہوا تجسسے قصور کو نسا زلف رسا ہوا رہتا ہر انتظار میں یہ در کھلا ہوا نہج کو مریزاق میں ہے یہ کیا ہوا</p>	<p>سبھا میں کا کلون کج تر سے رخ پہ دیکھ تیغ و دودم سے کاٹنا میری زبان تم مسخرہ دین خون ہی کسی عاشق کا چہرہ بل دیکھ۔ وز کسے لٹکاتے ہیں جہین انگوٹوں کو رستہ دلمیں تراؤ جان جان رو رو کلاش پر وہ یہ استکھم کی گتہ میں</p>
---	--

سجدہ بتوں کو حضرت اکرم جو کرتے ہو
کافر ہوے ہو کیا تمہیں مرد خدا ہوا

طلعت۔ جناب محمد خان صاحب۔

<p>کنارہ ہر کہ نہ خاص و عوام می گیرد کسیکہ بر در آن بت قیام می گیرد کہ گرد بد بہ سحر گہ بشام می گیرد مگر نہ از کف من یک دو جام می گیرد کسیکہ عیب زدانا کلام می گیرد چو بچہ را بر خویش مام می گیرد</p>	<p>چو جان بقلب مردم قیام می گیرد بسان سنگ نہ زہار می کند حرکت ستان از کف آن بایر سفلہ خوچہ ز دست غیر کند شیشہ ہاتھی آن شوخ بود کہ زود شود متہم بہ نادانی بخیل کسیہ ز زر گرفت و راعوش</p>
--	---

دل قیب خورد و اعماح از کف من نیز شراب طهورش فتنه گز سعد بدست تو از هجو اورسد شاید	نکار جام منی لاله فام می گیرد ز چشم مست تو هر کس که جام می گیرد که کس بدح نه زرا از میام می گیرد
---	--

بگفت حضرت ترکی چه طلعتا مصراع

کدام باد صبارا بدام می گیرد

ترکی - جناب ترک علی شاه صاحب -

دلم گرد و زمرگانست شکر دریم و بریم مده سیاره دل ابدست هند و نقش کمش هر اچو از باد حوادث امن پنجوایی هنوز افسانه من یکرمونه شنیدی بگردان از سموم آه من عارض که میگردد ز شمشیرت بدنیان عضو عضو و جدا حوتم چو دید لعل جان بخش ترا هرگز نمیکشتم شود از صحبت نایم ابر نسخه دلها مرا خواند نه در روز جزا دور که میداند	ده آباد چون باشد ز شکر دریم و بریم کند اوراق قرآن را که کافر دریم و بریم که گرد و شاخ بالا تر ز صرصر دریم و بریم که شد طبع تو چون زلف مغن دریم و بریم ز باد گرم هر برگ گل تر دریم و بریم شود از طایر سبیل چو شهر دریم و بریم برائے چشمه حیوان سکندر دریم و بریم که نادان میکند اوراق دفتر دریم و بریم کنم از غره باصفیای محشر دریم و بریم
--	---

ترا با خود برم امشب مگر بہر خدا تری
مکن از زار زالی بزم دلبر در ہم دبر ہم

ولہ

غزال سرمہ ز چشم تو وام مے گیرد	شکر ز لعل تو طوطی بجام می گیرد
صبا ز رلف تو بود در مشام می گیرد	غبار پائے ترا گل بچہ می مالد
عبث دلم خم زلفش بدام می گیرد	شکار جستہ ز مشکل بہ بندی افتد
سکیکہ بر سر کوش قیام مے گیرد	بسان نقش قدم از زمین نہ بر خیزد
بناز آنکہ نہ از من سلام مے گیرد	جگو نہ در دل خود بیان کنم پیشش
ز تو سنش سر را سہ بجام می گیرد	بہ بین بہ بین کہ چو دیوانگان دل شیدا
بدام باد صبارا کدام مے گیرد	بغیر معلقہ کیسوے تا بدر صہنم
زمانہ ام بہ معانی امام مے گیرد	بشعر حضرت ناطق چو افتد اکردم
بہ پنچہ باز چو بال حمام میگیرد	گرفت چنگل شرکان یار مرغ دلم

چنانم از غم مجریش فلک گشت تری
کہ چون ز خصم کسے انتقام میگیرد

محفوظ۔ جناب ابوالکارم حافظ شیخ محی الدین احمد صاحب قریشی

اس جرات میں بھی راحت اور ہے	لذت زخمِ محبت اور ہے
ایک بوسہ کی اجازت اور ہے	پھر تو چپکے سے ذرا فرمائیے
یہ قیامت میں قیامت اور ہے	داورِ محشر بھی ہے اس کی طرف
تم سے تو مجھ کو شکایت اور ہے	بیوفا ہو یہ تو ہے معمولی بات
اک قیامت کی مصیبت اور ہے	مر سکے تو دنیا کے جھگڑوں سے چھٹے
حضرت زاہد کی نیت اور ہے	اسکان پر دیکھنے کے کالی گہٹا
پیاری پیاری اوسمین صورت اور ہے	لیکے میرے دل کے آئینہ کو دیکھ
کہتے ہیں وہ اس کی نیت اور ہے	میری لطافتِ نظر کو دیکھ کر
جان من مجھ کو تو حسرت اور ہے	پیار کر لینے سے کیا تسکین ہو
اب بھی باقی کوئی محبت اور ہے	لیجئے دل لیجئے ضد ہو چکی ہو
دردِ دل میں آج لذت اور ہے	لے رہے ہیں پیار سے وہ چنگیان
آج کل اپنی طبعیت اور ہے	مل گیا ہے ایک کسن مہ جبین

صبح تک محفوظِ دلچ سکتا نہیں
شام ہی سے اس کی حالت اور ہے

Checked
1987